نفرت پر مبنی پروپیگنڈے کی ہار

ایودھیا میں بھاجپا کی ہار دراصل سماجی انصاف اور گنگا جمنی تہذیب کی جیت ہے

ابھے کمار

جب ۶ر جون کو عام انتخابات کے نتیجے آرہے تھے، تو سب سے بڑا الٹ پھیر ایودھیا سیٹ میں دیکھا گیا۔ وہاں سے بی جے پی کے دو بار کے ایم پی للو سنگھ کی بری طرح سے ہار ہوئی۔ بی جے پی کی ایودھیا میں یہ شکست بھارت کے سماجی انصاف، سیکولرزم اور آئین کی جیت تھی۔ شاید یہ مودی کی قیادت والی بی جے پی کے زوال کی شروعات ہے۔ روزی، روٹی اور عوامی فلاح کے ایشوز کو بی جے پی نے مسلسل نظر انداز کیا ہے اور ان کے دور حکومت میں کمزور طبقات کے مفاد پر گہری چوٹ کی گئی۔ بی جے پی اور آر ایس ایس کی شدت پسند اعلیٰ ذات کی لابی آئین میں تبدیلی کرنے کا ناپاک ارادہ بھی رکھتی تھی۔ اس کو امید تھی کہ اس بار مودی کی قیادت والی این ڈی اے کو ۴۰۰ر سے زیادہ سیٹیں مل سکتی ہیں، اور پھر وہ ریزرویشن کو ختم کرنے کی پوزیشن میں ہوگی۔ مگر ایودھیا کے عوام نے ان کا اصلی چہرہ بے نقاب کردیا۔

ایودھیا کی پارلیمانی سیٹ غیر محفوظ ہے۔ یہ بھی ایک طرح کا سیاسی 'کاسٹ ازم' ہے بھارت میں دلتوں اور آدیواسیوں کو اکثر محفوظ نشستوں سے ہی ٹکٹ دیا جاتا ہے۔ عام انتخابات سے چار مہینے قبل آدھے ادھورے رام مندر کا افتتاح وزیر اعظم نریندر مودی نے خود اپنے ہاتھوں سے کیا تھا۔ اس کے بعد پورے ملک میں بی جے پی کے کارکنان گھوم گھوم کر تشہیر کر رہے تھے کہ 'جو رام کو لائے ہیں ان کو دوبارہ اقتدار میں لانا ہے اور جو 'ملک کے غدار' ہیں ان کو جیل میں ڈالنا ہے۔ یہ مذاق نہیں تو اور کیا ہے کہ جو بی جے پی خود ۱۹۸۰ء میں پیدا ہوئی، اس نے بھگوان رام کی گھر واپسی کروانے کا دعویٰ کیا۔ خود وزیر اعظم مودی نے انتخابی ریلیوں کے دوران یہ بات کئی بار کہی ہے کہ اگر کانگریس اور سماجوادی پارٹیاں جیت جائیں گی، تو وہ رام مندر پر تالا لگا دیں گی۔ ایودھیا سے قریب، بارہ بنکی کی ایک انتخابی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے، مودی نے ساری حدیں پار کردیں اور کہا کہ سماجوادی اور کانگریس جیسی پارٹیاں اگر اقتدار میں آ گئیں، تو وہ رام مندر پر بلڈوزر چلوا دیں گی۔ بھاجپا یہ ثابت کر رہی تھی کہ سیکولر پارٹیاں ہندو مخالف ہیں اور وہ دلتوں، آدی واسیوں اور پسماندہ ذاتوں کا ریزرویشن چھین کر مسلمانوں کو دینا چاہتی ہیں۔ بھاجپا نے ایودھیا سے للو سنگھ جیسے مضبوط اور پرانے بھاجپائی کو ٹکٹ دیا۔ مگر جب نتیجے سامنے آئے، تو نفرت پر مبنی مندر سیاست کی ہوا نکل گئی۔

واضح رہے کہ سماجوادی پارٹی نے ایودھیا سے اپنے ایک پرانے لیڈر اور ۹ر بار رکن اسمبلی رہے اودھیش پرساد کو میدان میں اتارا تھا۔ اودیش پرساد پرانے سماجوادی لیڈر رہے ہیں۔ ان کے سیاسی سفر کی شروعات سابق وزیر اعظم اور کسان لیڈر چودھری چرن سنگھ کی 'بھارتیہ کرانتی دل' سے ہوئی تھی۔ مگر جب ۱۹۹۲ء میں ملائم سنگھ یادو نے سماجوادی پارٹی تشکیل دی، تو وہ ملائم سنگھ کے ساتھ آ گئے۔ اودھیش پرساد ایک پڑھے لکھے اور مقبول لیڈر ہیں۔ انہوں نے قانون کی پڑھائی کی ہے۔ مگر سیاست کو انہوں نے اپنا شغل بنایا لیکن جو بات بی جے پی کے حامیوں کو سب سے زیادہ کھٹک رہی ہے وہ یہ کہ اودھیش پرساد پاسی ذات سے آتے ہیں اور اس طرح للو سنگھ کو ایک دلت کے ہاتھوں منہ کی کھانی پڑی۔ اسی ایودھیا میں چار مہینے پہلے رام مندر کا افتتاح ہوا تھا۔ خود وزیر اعظم نریندر مودی، سیکولر اصول کو دفن کر کے وہاں پوجا پر بیٹھے تھے۔ مگر ایودھیا کے بیدار عوام نے بھاجپا کی پول کھول دی۔ یہ جیت اس لیے بھی اہم ہے کہ بھارت کی انتخابی تاریخ میں کم ہی ایسا ہوا ہے، جہاں کسی دلت اور آدی واسی کو غیر محفوظ سیٹ سے اتارا گیا ہو اور اس نے جیت بھی حاصل کی ہو۔ ایودھیا میں بھاجپا کی ہار دراصل سماجی انصاف اور گنگا جمنی تہذیب کی جیت ہے۔

بی جے پی کے حامیوں کو ایودھیا کے رائے دہندگان کو گالی دینے کی بجائے، اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ مودی اور یوگی حکومتوں میں ان کو کیا حاصل ہوا ہے؟ واجب تو یہ ہے کہ وہ سوال بر سر اقتدار بی جے پی سے پوچھیں کہ جب بی جے پی وجود میں نہیں تھی، تب ہندو سماج واقعی غیر محفوظ تھا؟ پھر کہنا چاہوں گا کہ ایودھیا کے عوام نے ملک کو بڑا پیغام دیا ہے کہ مندر اور مسجد کے تنازعہ پر مبنی سیاست کو ترک کیا جانا چاہیے۔ مقامی لوگوں نے مذہب کے نام پر ووٹ دینے سے انکار کیا ہے اور روزی روٹی کے سوال کو اہمیت دی ہے۔

نفرت پر مبنی تمام پروپیگنڈے کے باوجود، ۷۹ رسالہ اودھیش پرساد نے ۵۴ر ہزار سے زیادہ ووٹوں سے جیت درج کر کے بڑا پیغام دیا ہے۔ مگر بی جے پی اس ہار کو اب تک ہضم نہیں کر پا رہی ہے۔ جیسے ہی ایس پی کے دلت امیدوار کی جیت کی خبر سامنے آئی، بھگوا حامی غصے سے لال ہو گئے۔ انہوں نے ایودھیا کے رائے دہندگان، بالخصوص دلتوں کو بری طرح سے گالیاں دیں اور ان کو رام کا 'غدار' کہا۔ سوشل میڈیا پر بہت ساری ایسی پوسٹیں وائرل ہوئیں، جن میں ایودھیا درشن کرنے والے رام بھکتوں سے یہ اپیل کی گئی کہ وہ مقامی لوگوں کی دکانوں سے کچھ بھی نہ خریدیں اور رام، دھرم اور ملک کے ساتھ غداری کرنے کی 'پاداش' میں مقامی ہندو سماج کا معاشی بائیکاٹ کریں۔ ایک لمبے عرصے سے یہی فرقہ پرست عناصر مسلمانوں کے اقتصادی بائیکاٹ کی اپیل کرتے آرہے ہیں۔ یہ سب بتاتا ہے کہ رام کے نام پر سیاست کرنے والے نہ تو مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اور نہ ہی ان کو ہندو سماج کی ترقی سے بہت مطلب ہے۔ بات تو اب اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ ایودھیا کے نو منتخب دلت رکن پارلیمنٹ اودھیش پرساد کو گالیاں اور دھمکیاں مل رہی ہیں۔ سماجوادی پارٹی نے اتر پردیش کے محکمۂ داخلہ کو ایک خط لکھ کر مطالبہ کیا ہے کہ پرساد کو زید پلس سیکورٹی فراہم کی جائے۔

بی جے پی کے حامیوں کو ایودھیا کے رائے دہندگان کو گالی دینے کی بجائے، اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ مودی اور یوگی حکومتوں میں ان کو کیا حاصل ہوا ہے؟ واجب تو یہ ہے کہ وہ سوال بر سر اقتدار بی جے پی سے پوچھیں کہ جب بی جے پی وجود میں نہیں تھی، تب ہندو سماج واقعی غیر محفوظ تھا؟ پھر کہنا چاہوں گا کہ ایودھیا کے عوام نے ملک کو بڑا پیغام دیا ہے کہ مندر اور مسجد کے تنازعہ پر مبنی سیاست کو ترک کیا جانا چاہیے۔ مقامی لوگوں نے مذہب کے نام پر ووٹ دینے سے انکار کیا ہے اور روزی روٹی کے سوال کو اہمیت دی ہے۔ مثال کے طور پر، رام مندر بنانے کے نام پر ایودھیا کے مقامی لوگوں کی زمینیں تو ہڑپ لی گئیں اور غریبوں کے مکان توڑ دیے گئے، مگر جب دکانوں کی تقسیم ہو رہی تھی، تو کمزور طبقات کو نظر انداز کیا گیا۔ رام کے نام پر گھر غریبوں کا ٹوٹا، مگر ملائی پیسہ والے اعلیٰ ذات کے لوگوں نے کھائی۔ ایودھیا کے رائے دہندگان نے ووٹ دیتے وقت ان ایشوز کو ذہن میں رکھا کہ ایودھیا میں پڑھنے والے نوجوانوں کو صرف رام مندر کے درشن سے ہی تعلیم اور روزگار نہیں مل جائے گا۔ ایودھیا والوں نے اس بات کو بھی سامنے رکھا کہ اتر پردیش میں بھاجپا کی حکومت مسلسل عوامی مسائل کو درکنار کر رہی ہے۔ بھاجپا لیڈروں کو چاہیے کہ وہ ایودھیا کے نتائج پر سنجیدگی سے غور وفکر کریں اور اپنی کمیونل سیاست کو چھوڑ دیں۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے تیسری بار حکومت سازی کر لی ہے، مگر ان کو یہ نہیں فراموش کرنا چاہیے کہ او بی سی اور دلت سماج کا ایک بڑا حصہ ان سے ناراض ہے۔ ایودھیا کے نتائج ان تبدیلیوں کے گواہ ہیں۔ مودی کی جیت کی بات ضرور بھاجپا والے چیخ چیخ کر کر رہے ہیں، مگر ان کو یہ نہیں نظر آتا کہ این ڈی اے اتحاد ایک بھی مسلم، سکھ، بدھسٹ اور عیسائی امیدوار کو پارلیمنٹ میں لانے میں ناکام رہا ہے۔ سابقہ مودی حکومتوں میں برائے نام کچھ مسلم وزرا تھے، مگر اس بار ایک بھی مسلمان کو جگہ نہیں دی گئی ہے۔ حکومت سازی کے وقت مودی نے کم از کم پسماندہ مسلمانوں اور مسلم خواتین کو ہی یاد کر لیا ہوتا، جن پر وہ کل تک آنسو بہا رہے تھے۔ ان تمام منفی رجحانات کے درمیان، ایودھیا کے نتائج امید کی ایک کرن ہیں۔ ■

(مضمون نگار نے جے این یو سے جدید تاریخ میں پی ایچ ڈی کی ہے۔)
debatingissues@gmail.com